(صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے)

حضرت بانی جماعت احمدیہ

کی

دعوت مقابلہ تفسیر نویسی

اور

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

A challenge
to Pir Mehr Ali shah Golarvi
to write a commentry of the Holy Quran
by
the Founder of the Ahmadiyya Jama'at
Language:- Urdū

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ (۱۸۳۵۔۱۹۰۸ء) نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر یہ دعویٰ فرمایا کہ آپ ہی وہ مسیح اور مہدی ہیں جن کے ظہور کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور جس کے ذریعہ آخری زمانہ میں دین حق کا غلبہ مقدر تھا آپ نے اپنے دعویٰ کے حق میں قرآن و حدیث سے روشن دلائل پیش فرمائے اور کامیاب مناظرے اور مباحثے کئے اور مخالف علماء ‘ کے تمام اعتراضات کے کافی وشافی جوابات پیش فرمائے لیکن مخالف علماء کی بڑھتی ہوئی اشتعال انگزیوں خصوصاً مباحثوں اور مناظروں میں شرارتوں اور شرانگیز کارروائیوں اور بعض قانونی وجوہات کی بناء پر آپ نے ۱۸۹۶ء میں اپنی کتاب انجام آتھم میں یہ عہد کیا کہ آئندہ آپ مناظروں اور مباحثوں میں حصہ نہیں لیں گے اور مخالف علماء کے سامنے حق وصداقت میں فیصلہ کے لئے مباہلہ کا طریق پیش فرمایا چنانچہ آپ نے جن علماء اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کی طرف بلایا ان میں گولڑہ ضلع راولپنڈی کے ایک مشہور پیر مہر علی شاہ (۱۸۳۷ تا ۱۹۳۷) بھی تھے جو صوفیاء کے چشتی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

پیر صاحب ابتداً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں حسن ظنی اور عقیدت کے جذبات رکھتے تھے چنانچہ آپ کے مرید بابو فیروز علی اسٹیشن ماسٹر گولڑہ نے (جو بعد میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے) ۱۸۹۶یا ۱۸۹۷ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں دریافت فرمایا تو پیر صاحب نے بلا تامل جواب دیا ”مذاہب باطلہ کے واسطے یہ شخص شمشیر برہنہ کا کام کر رہا ہے اور یقیناً تائید یافتہ ہے“۔(الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۴ء ص ۵ کالم ۳)

پیر صاحب کا مخالفانہ روّیہ

کچھ عرصہ کے بعد پیر صاحب لوگوں کے کہنے کہلوانے پر مولویانہ ڈگر پر چل پڑے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اُردو میں ایک کتاب ”شمس الھدایہ فی اثبات حیات المسیح“ شائع کی۔ اس کتاب کی اشاعت پر حضرت حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ نے پیر صاحب کے نام ۱۸ فروری ۱۹۰۰ء کو ایک خط میں یہ دریافت فرمایا:۔

"کیا آپ نے اپنی کتاب شمس الہدایہ میں لکھے گئے حوالہ جات اصل کتب سے چیک کئے ہیں اور کیا یہ کُتب آپ کے کُتب خانے میں موجود ہیں"۔

اس پر پیر صاحب نے ۲۸ مارچ ۱۹۰۰ء کو جو جواب لکھا اس سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ یہ کتاب ان کے مرید مولوی محمد غازی کی تالیف کردہ ہے اور مرید نے یہ کتاب پیر صاحب کی طرف منسوب کر دی ہے۔ چنانچہ پیر صاحب نے لکھا کہ "مولوی صاحب (محمد غازی) نے اپنی سعی اور اہتمام سے کتاب شمس الہدایہ کو مطبوع اور تالیف فرمایا۔ ہاں احیاناً اس بے ہیچ سے بھی اتفاق استفسار بعض مضامین ہوا" (الحکم ۲۴ اپریل ۱۹۰۰ء صفحہ ۷)

پس پیر صاحب نے اپنے اس خط میں نہایت سادگی سے حقیقت کھول دی کہ یہ کتاب ان کی تالیف کردہ نہیں بلکہ ان کے مرید مولوی محمد غازی کی ہے۔

کتاب شمس الہدایہ کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص رفیق حضرت سید محمد احسن صاحب امروہوی نے پیر صاحب کے نام سے شائع شدہ کتاب "شمس الہدایہ" کے رد میں ایک معرکۃ الآراء کتاب لکھی جس کا نام "شمس بازغہ" رکھا۔ جس میں مولوی محمد غازی صاحب کے پیش کردہ دلائل کا بودا ہونا ثابت کیا۔ کتاب شمس الہدایہ کے اصل مصنف مولوی محمد غازی نے اس کے آخری صفحہ پر حضرت اقدس کو "بشرط کافی انتظام واطمینان" مباحثہ کی دعوت بھی دی تھی اس لئے سید محمد احسن صاحب نے بتاریخ ۹ جولائی ۱۹۰۰ء پیر صاحب کو بذریعہ اشتہار اطلاع دے دی کہ میں مباحثہ کے لئے تیار ہوں آپ اپنی طرف سے آمادگی کا اعلان فرمائیں۔ (الحکم ۹ جولائی ۱۹۰۰ء صفحہ ۱۰)

پیر مہر علی شاہ صاحب نے حضرت سید محمد احسن صاحب امروہوی کی طرف سے مباحثہ کی دعوت کا کوئی جواب نہ دیا اور چپ سادھ لی۔

تفسیر نویسی کے مقابلہ کا چیلنج

۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار کے ذریعہ پیر صاحب کو براہ راست مخاطب کیا اور لکھا کہ...... کتاب شمس الہدایہ میں ان (پیر صاحب) کا یہ دعویٰ درج ہے کہ قرآن مجید کی سمجھ ان کو عطا کی گئی ہے۔ یہ امر کہاں تک درست ہے اس کے فیصلہ کے لئے ایک سہل طریق رکھتا ہوں کہ

"قرآن شریف کی کوئی سورۃ نکالیں اور اس میں سے چالیس آیات یا ساری سورۃ (اگر چالیس آیت سے زیادہ نہ ہو) لے کر فریقین یہ دعا کریں کہ یا الٰہی ہم دونوں میں سے جو شخص تیرے نزدیک راستی پر ہے اس کو تو اس جلسہ میں سورۃ کے حقائق اور معارف فصیح اور بلیغ عربی میں اسی جلسہ میں لکھنے کے لئے اپنی طرف سے ایک روحانی قوت عطا فرما۔.......... اس تفسیر کے لکھنے کے لئے ہر ایک فریق کو پورے سات گھنٹے مہلت دی جائے گی۔ زانو بہ زانو لکھنا ہوگا.......... ہر ایک فریق کو اختیار ہوگا کہ اپنی تسلی کے لئے فریق ثانی کی تلاشی کرے.......... جب فریقین لکھ چکیں تو وہ دونوں تفسیریں بعد دستخط تین اہل علم کو جن کا اہتمام حاضری و انتخاب پیر مہر علی شاہ کے ذمہ ہوگا سنائی جائیں گی.......... وہ تینوں مولوی صاحبان حلفاً یہ رائے ظاہر کریں کہ دونوں عربی عبارتوں میں سے کونسی تفسیر...... تائید روح القدس میں سے لکھی گئی ہے...... پس اس طرز کے مباحثہ اور اس طرز کے تین مولویوں کی گواہی سے اگر ثابت ہو گیا کہ درحقیقت پیر مہر علی شاہ صاحب تفسیر اور عربی نویسی میں تائید یافتہ لوگوں کی طرح ہیں اور مجھ سے یہ کام نہ ہو سکا یا مجھ سے ہو سکا اور انہوں نے بھی میرے مقابلہ پر ایسے ہی کر دکھایا...... تو میں اقرار کروں گا کہ حق پیر مہر علی شاہ کے ساتھ ہے...... اپنی تمام کتابیں جو اس دعویٰ کے متعلق ہیں جلا دونگا۔ اور اپنے تئیں مخذول اور مردود سمجھونگا...... لیکن اگر میرے خدا نے اس مباحثہ میں مجھے غالب کر دیا...... تو...... وہ توبہ کر کے مجھ سے بیعت کریں"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۳۲۵ تا ۳۳۱)

مقابلہ تفسیر نویسی سے پیر صاحب کا فرار

پیر صاحب کو چونکہ علمی میدان میں مقابلہ کی تاب نہ تھی اور انکار کر کے اپنی حقیقت بھی واضح نہیں کرنا چاہتے تھے اس لئے پیر صاحب نے ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار دیا جس میں حضرت مسیح موعود کی پیش کردہ تجویز مقابلہ تفسیر نویسی کو قبول کرنے کا اقرار کیا لیکن یہ شرط عائد کر دی کہ پہلے ان کے دعویٰ مسیحیت پر بحث ہوگی اور اگر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور ان کے دو ساتھیوں نے یہ رائے ظاہر کر دی کہ اس بحث میں وہ حق پر نہیں تو انہیں میری بیعت کرنا ہوگی اس کے بعد مقابلہ تفسیر نویسی کی اجازت ہوگی۔

(واقعات صحیحہ صفحہ ۲۵۔۲۶ از مفتی محمد صادق صاحب انوار احمدی لاہور نومبر ۱۹۰۰ء)

پیر صاحب کا یہ اشتہار مقابلہ تفسیر نویسی سے گریز کی محض ایک چال تھی۔

افہام وتفہیم کی یہ سب صورتیں جب یکسر ناکام رہیں تو حکیم فضل الٰہی صاحب اور میاں معراج الدین صاحب نے دوسرے دن (۲۶ اگست ۱۹۰۰ء) کو پیر صاحب کے نام ایک رجسٹری خط میں یہ درخواست کی کہ وہ اپنی دستخطی تحریر سے اشتہارات شائع فرماویں کہ مجھے ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کی دعوت تفسیر نویسی بلاکم وکاست منظور ہے۔لیکن افسوس پیر صاحب نے رجسٹری لینے سے صاف انکار کر دیا۔ (واقعات صحیحہ صفحہ ۴۷)

غرضیکہ لاہور کے احمدی احباب کی مسلسل کوششوں کے باوجود پیر صاحب مقابلہ تفسیر نویسی کے لئے آمادہ نہ ہوئے اور اصل واقعات پر پردہ ڈالنے کے لئے ۲۵ اگست کو صبح شاہی مسجد میں ایک جلسہ منعقد کیا اور اپنے مریدوں کو گفتگو کرنے سے پرہیز کی تلقین کی۔ (اشاعۃ السنہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۳۲)

اور لاہور میں اپنے قیام کے پروگرام کو مختصر کر کے واپس چلے گئے۔پیر صاحب کے لاہور میں مقابلہ تفسیر نویسی سے گریز کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو اپنی کتاب اربعین نمبر ۴ میں پیر صاحب کو یہ چیلنج دیا کہ ۷۰ دن کے اندر اندر (یعنی ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء) فصیح وبلیغ عربی زبان میں چار جلدوں پر مشتمل سورۃ فاتحہ کی تفسیر میرے مقابل پر لکھیں اور اس سلسلہ میں عرب وعجم کے علماء سے بھی مدد لے لیں اور پھر دیکھیں گے کہ حق کس کے ساتھ ہے۔اس اعلان کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معینہ مدت کے اندر ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو عربی زبان میں سورۃ الفاتحہ کی تفسیر پر مشتمل کتاب اعجاز المسیح شائع کر دی یہ ایک لاجواب کتاب ہے اس کتاب کے سرورق پر آپ نے بطور پیشگوئی لکھا اَنَّہٗ کِتَابٌ لَیْسَ لَہٗ جَوَابٌ وَ مَنْ قَامَ لِلْجَوَابِ وَ تَنَمَّرَ فَسَوْفَ یَرٰی اَنَّہٗ تَنَدَّمَ وَ تَذَمَّرَ

یعنی یہ ایک لاجواب کتاب ہے جو بھی اس کتاب کا جواب لکھنے کے لئے کھڑا ہوگا وہ نادم ہوگا اور حسرت کے ساتھ اس کا خاتمہ ہوگا۔

مولوی محمد حسن فیضی کی جواب کیلئے کوشش اور ان کا انجام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو کتاب ''اعجاز المسیح'' شائع کر دی جو پیر صاحب کو بھی پہنچائی گئی۔اس کتاب میں پیر صاحب کے علاوہ علماء عرب وعجم کو بھی تفسیر نویسی کے لئے مقابلہ کی کھلی دعوت دی گئی تھی۔اس دعوت مقابلہ کو قبول کرتے ہوئے ایک مولوی محمد حسن فیضی ساکن موضع بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم مدرس مدرسہ نعمانیہ واقع شاہی مسجد لاہور نے

جس کا پول کھولتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا۔جس کا خلاصہ یہ ہے۔

بھلا بیعت کر لینے کے بعد اعجازی مقابلہ کرنے کے کیا معنی؟ نیز فرمایا کہ انہوں نے تقریری مباحثہ کا بہانہ پیش کر کے تفسیری مقابلہ سے گریز کی راہ نکالی ہے اور لوگوں کو یہ دھوکا دیا ہے کہ گویا وہ میری دعوت قبول کرتا ہے۔میں انجام آتھم میں یہ مستحکم عہد کر چکا ہوں کہ آئندہ ہم مباحثات نہیں کریں گے۔لیکن انہوں نے اس خیال سے تقریری بحث کی دعوت دی کہ اگر وہ مباحثہ نہیں کریں گے تو ہم عوام میں فتح کا ڈنکا بجائیں گے۔اور اگر مباحثہ کریں گے تو کہہ دیں گے کہ اس شخص نے خدا تعالیٰ کے ساتھ عہد کر کے توڑا۔

(تحفہ گولڑویہ۔روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۸۸ تا ۹۰)

پیر صاحب کی لاہور میں اچانک آمد

حضرت مسیح موعود کی طرف سے مندرجہ بالا وضاحت کے باوجود پیر صاحب مباحثہ پر اصرار کرتے رہے اور ۲۱۔اگست ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار دیا جس میں مقابلہ تفسیر نویسی کو ٹالنے کے لئے سارا زور مباحثہ پر دیا اور خود ہی مباحثہ کی تاریخ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء مقرر کر لی۔

(عصاء موسیٰ صفحہ ۴۱۸ مصنفہ الٰہی بخش مطبع انصاری دہلی ستمبر ۱۹۰۰ء)

پیر صاحب کی ہوشیاری دیکھئے انہوں نے ۲۱۔اگست کو یہ اشتہار دیا اور یہ انتظار کئے بغیر کہ حضرت اقدس کی طرف سے اس کا کیا جواب دیا جاتا ہے وہ دو تین روز بعد ہی اپنے مریدوں کی ایک بڑی جمعیت لے کر ۲۴۔اگست بروز جمعہ (لاہور) پہنچ گئے۔

پیر صاحب کو میدان تفسیر نویسی میں لانے کیلئے مخلصانہ کوشش

لاہور کے مخلص احمدیوں نے پیر صاحب کی آمد کی اطلاع ملتے ہی یہ مخلصانہ سعی اور جدوجہد شروع کر دی کہ پیر صاحب مقابلہ تفسیر نویسی کے لئے تیار ہو جائیں اور ۲۴ اگست کو ایک اشتہار کے علاوہ ۲۵ اگست کو پیر صاحب کی خدمت میں نہایت ادب سے ایک دستی خط بھیجا تا وہ تفسیر نویسی کیلئے تیار ہوں۔ یہ خط لیکر چار غیر از جماعت افراد کا وفد پانچ بجے ان کی قیام گاہ پہنچا تو ان کے مریدوں نے وفد کو اندر نہ جانے دیا اور باہر ہی سے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ پیر صاحب اس خط کا کوئی جواب نہیں دیتے۔(واقعات صحیحہ ص ۴۴۔۴۷)

عوام میں شائع کیا کہ وہ اس کا جواب لکھے گا چنانچہ اس نے جواب کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اعجاز المسیح اور حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہوی کی کتاب شمس بازغہ پر نوٹ لکھنے شروع کئے ان نوٹوں میں اس نے ایک جگہ **لعنة الله علی الکاذبین** بھی لکھ دیا جس پر ابھی ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر خاص کے تحت وہ ہلاک ہو گیا۔

ادھر حضرت بانی جماعت احمدیہ اس انتظار میں تھے کہ پیر صاحب مقابلہ میں عربی زبان میں تفسیر لکھ کر شائع کرنے کی ضرور کوشش کریں گے لیکن افسوس کہ معینہ مدت گزرنے کے تقریباً ڈیڑھ دو سال بعد یکم جولائی ۱۹۰۲ء کو پیر صاحب موصوف کی طرف سے کتاب ''سیف چشتیائی'' آپ کو ملی جو عربی کی بجائے اُردو زبان میں تھی اور سورہ فاتحہ کی تفسیر کی بجائے ہر دو کتب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ پر بے بنیاد اعتراضات اور بے سروپا نکتہ چینیوں پر مشتمل تھی۔ اس طرح پیر صاحب کا تفسیر نویسی کے مقابلہ میں عجز اور عربی دانی میں نااہل ہونا دنیا پر واضح ہو گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنی کتاب ''اعجاز المسیح'' کے بارہ میں یہ الہام بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا۔ مَنَعَهُ مَانِعٌ مِنَ السَّمَاءِ کہ آسمان سے ایک روکنے والے نے اسے روک دیا۔ یعنی کوئی بھی مدمقابل اس کتاب کی نظیر پیش نہیں کر سکا۔

پیر صاحب کے مقابلہ تفسیر نویسی سے مختلف حیلوں اور بہانوں سے گریز کی بناء پر ان کے بعض قریبی مریدوں نے احمدیت قبول کر لی اور بعض معتبر لوگوں نے پیر صاحب سے تفسیر لکھنے کا مطالبہ کیا۔ پیر صاحب نے اپنے عجز اور ناکامی کو چھپانے کے لئے فرمایا۔

''میرے خیال تفسیر نویسی پر میرے قلب پر معانی و مضامین کی اس قدر بارش ہو گئی ہے جسے ضبط تحریر میں لانے کے لئے ایک عمر درکار ہو گی اور کوئی دوسرا کام نہ ہو سکے گا'' (مہر منیر صفحہ ۲۴۵)

کاش پیر صاحب دوسرے کاموں کی بجائے تفسیر ہی لکھ دیتے تو انہیں ہزیمت اور شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑتا اور نہ یہ بودا عذر پیش کرنے کی نوبت آتی۔

سرقہ کا چرکہ اور اصل مجرم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابھی پیر صاحب کی کتاب ''سیف چشتیائی'' میں مذکور نکتہ چینیوں کا جواب لکھ رہے تھے کہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۲ء کو موضع بھیں سے مولوی محمد حسن صاحب فیضی کے دوست میاں شہاب الدین کا خط آپ کو ملا جس سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ کتاب ''سیف چشتیائی'' پیر صاحب کی تصنیف نہیں بلکہ سرقہ ہے وہ لکھتے ہیں:۔

''محمد حسن فیضی کا مسودہ علیحدہ خاکسار کو نہیں دکھایا گیا...... البتہ شمس بازغہ اور اعجاز المسیح پر جو مذکور نے نوٹ کئے تھے وہ دیکھے ہیں۔ گولڑوی ظالم نے وہی نوٹ کتابیں منگوا کر درج کر دیئے ہیں۔ اپنی لیاقت سے کچھ نہیں لکھا''۔

اس طرح مولوی کرم دین صاحب آف بھیں چکوال نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اپنے خط محررہ ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ء میں لکھا۔

''مرحوم (مولوی محمد حسن فیضی) نے کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حواشی پر اپنے خیالات لکھے تھے یہ دونوں کتابیں پیر صاحب نے مجھ سے منگوائی تھیں اور اب واپس آ گئی ہیں۔ مقابلہ کرنے سے وہ نوٹ باصلہ درج کتاب پائے گئے یہ نہایت سارقانہ کارروائی ہے''۔

بعد میں مولوی محمد حسن فیضی متوفی کی دستخطی نوٹوں والی کتابیں اعجاز المسیح اور شمس بازغہ بھی حاصل کر لی گئیں اور سیف چشتیائی سے ان نوٹوں کا موازنہ کر کے پیر صاحب کا قطعی چور ہونا مشاہدہ کر لیا گیا اور پیر صاحب رنگے ہاتھوں پکڑے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی کتاب اعجاز المسیح کے بارہ میں یہ پیشگوئی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی کہ جو شخص اس کتاب کا جواب لکھنے کے لئے کھڑا ہو گا وہ نادم ہو گا۔ خلاصہ کلام یہ کہ

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیر صاحب کو مباہلہ کی دعوت دی جسے پیر صاحب نے قبول نہ کیا۔

۲۔ پیر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک کتاب شمس الہدایہ لکھی جو بعد میں ان کے مرید مولوی محمد غازی صاحب کی تالیف کردہ ثابت ہوئی۔

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیر صاحب کو مقابلۃً تفسیر لکھنے کا چیلنج دیا لیکن پیر صاحب کو تفسیر لکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیر صاحب کو عربی زبان میں سورہ فاتحہ کی چار جلدوں پر مشتمل تفسیر ۷۰ دن میں لکھنے کا چیلنج دیا لیکن پیر صاحب کو اس مدت کے اندر تفسیر لکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔

۵۔ پیر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اعجاز المسیح اور مولوی محمد احسن صاحب امروہوی کی کتاب شمس بازغہ پر بے جا نکتہ چینیاں اور بے بنیاد اعتراضات کرتے ہوئے اردو زبان میں ایک کتاب ''سیف چشتیائی'' اپنی طرف منسوب کر کے شائع کروائی جو بعد میں سرقہ ثابت ہوئی۔

اب قارئین خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کامیابی کسے نصیب ہوئی اور ناکامیوں کا منہ کس کو دیکھنا پڑا۔